Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 11 (November) (2025)

A Research Study on the Necessity, Significance, and Characteristics of Society in the Light of Islamic Teachings

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معاشرہ کی ضرورت و اہمیت اوراس کےخدوخال کا تحقیقی مطالعہ

Dr. Muhammad Shah Faisal
IRI Postdoctoral Fellowships 2024/2025 International Islamic University Islamabad/ Assistant Professor Islamic Studies Department Alhamd Islamic University Islamabad. dr.shah.faisal@aiu.edu.pk

Dr. Muhammad Idrees Yaqooq
Assistant Professor, Pakistan Institute of Ophthalmology. adreesmalik85@gmail.com

Dr. Sarfraz Hussain
Lecturer Islamic Studies, PSSSS Govt: Degree College Sanghar, Sindh. sarfraz3354353@gmail.com

Dr. Hafiz Muhammad Naveed
Lecturer, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University, islamabad. hafizmnaveed5665@gmail.com

Abstract
The study of the necessity, significance, and characteristics of society in the light of Islamic teachings is a highly important and fundamental subject, as Islam not only emphasizes the reform of individual life but also stresses the establishment and stability of a collective social system. From an Islamic perspective, society is a natural and social necessity for human beings, where individuals live together based on the principles of cooperation, justice, brotherhood, equality, and goodwill. The Qur'an and Sunnah have outlined the features of an ideal Islamic society founded on faith, piety, justice, benevolence, and collective responsibility. In Islam, social life is regarded as an act of worship, and every individual is taught to subordinate personal interests to the welfare of the community. An Islamic society is one where justice and equity prevail, where no distinction exists between rich and poor, ruler and subject, and where every individual enjoys dignity, protection, and fundamental rights. Education, moral training, ethics, and adherence to law are the pillars that strengthen the structure of Islamic society. The purpose of this study is to highlight how Islamic teachings lay the foundation for an organized, peaceful, and just society, and how adherence to these principles can bring balance, stability, and moral as well as spiritual progress to today's troubled world. It is therefore necessary to highlight the need, importance, and features of society in the light of Islamic teachings; this dissertation has been written in response to that very need.
Keywords: Islamic teachings, Qur'an, Sunnah, Islam, social life, worship
اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معاشرے کی ضرورت و اہمیت اور اس کے خدوخال کا مطالعہ ایک نہایت اہم اور بنیادی موضوع ہے، کیونکہ اسلام نہ صرف انفرادی زندگی کی اصلاح کا داعی ہے بلکہ اجتماعی نظام کے قیام اور استحکام پر بھی زور دیتا ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے معاشرہ انسان کی فطری و سماجی ضرورت ہے جہاں افراد ایک دوسرے کے

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol. 3 No. 11 (November) (2025)

ساتھ تعاون، عدل، اخوت، مساوات اور خیر خواہی کے اصولوں پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ قرآن و سنت نے ایک مثالی اسلامی معاشرے کے ایسے خدوخال واضح کیے ہیں جن کی بنیاد ایمان، تقویٰ، عدل، احسان اور اجتماعی ذمہ داری پر قائم ہے۔ اسلام میں معاشرتی زندگی کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے اور فرد کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنی ذاتی بھلائی کو اجتماعی فلاح کے تابع رکھے۔ اسلامی معاشرہ وہ ہے جہاں عدل و انصاف کا بول بالا ہو، امیر و غریب، حاکم و محکوم کے درمیان کوئی امتیاز نہ ہو، اور ہر فرد کو عزت، تحفظ اور بنیادی حقوق میسر ہوں۔ تعلیم، تربیت، اخلاق اور قانون کی پاسداری ایسے ستون ہیں جو اسلامی معاشرت کو مستحکم رکھتے ہیں۔ اس مطالعے کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اسلامی تعلیمات کس طرح ایک منظم، پرامن اور عادلانہ معاشرے کی تشکیل کرتی ہیں، اور کس طرح ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر آج کے انتشار زدہ معاشروں میں توازن، استحکام اور روحانی و اخلاقی ترقی حاصل کی جا سکتی ہے۔ضرورت اس امر کی ہےکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معاشرہ کی ضرورت و اہمیت اور اس کے خدوخال کو نمایاں کیاجائے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر زیر نظر مقالہ لکھا گیا ہے۔

معاشرہ کی ضرورت و اہمیت

معاشرہ انسان کی فطری ضرورت ہے ۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف ایک فرد کی حیثیت سے پیدا نہیں کیا بلکہ اجتماعی زندگی بسر کرنے کے لیے پیدا کیا ہے ۔یقیناً وہ انفرادی پر اپنے کاموں کا ذمہ دار ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسےخاندان کا ایک فرد بنایا ،قبائلی زندگی گزارنے کی سمجھ عطا کی ،بستیاں بنانے اور تمدن کی تخلیق کرنے کا طریقہ ودیعت کیا ۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی کی وجہ سے ہے ۔ قوموں کا وجود ، اجتماعیت کی تشکیل ،سلطنتوں اور معاشروں کی تنظیم انسان کے اسی فطری شعور کا حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے ودیعت کیا ہے ۔ انسان کی تمنائیں اور آرزوئیں اس کی شخصیت کا اہم پہلو ہیں اور اجتماعی زندگی اس کی فطرت کی آواز ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اصول دیے اور طریقے سکھائے اور انسان نے اپنے لیے راہیں متعین کیں ۔ قرآن کریم میں خاندانی رشتوں ،جماعتوں اور قبیلوں کے تشخص کو اللہ تعالیٰ کی حکمت کہا گیا ہے ۔اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں اجتماعیت کا شعور پیدا کیا ،اجتماعیت کی پہلی اکائی میاں بیوی کے تعلق کا شعور عطا کیا ،خاندان کی وحدت کے مختلف اجزاء کی اہمیت کا ادراک عطا کیا اوران اجزاء کو مرتب رکھنے کے احکام عطا فرمائے ۔یہ سب کام تدبیر الہی سے ہوئے ہیں ۔قرآن کریم میں مرد و عورت کے تعلق کی حکمت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے:

وَمِنْ اٰيَاتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوٓا اِلَيْـهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْـمَةً ۚ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّـقَوْمٍ يَّتَفَكَّـرُوْنَ۔[1]

"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ ان نے تم میں سے تمھارے بیویاں پیدا کیں تاکہ اُن سے سکون حاصل کروں اور اس نے تمھارے درمیان مودت اور شفقت پیدا کی ،بے شک اس میں غور و فکر کرنے والی قوم کے لیے نشانیاں ہیں ۔"

مولاناابو الاعلیٰ مودودی اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں کہ خالق کا کمال حکمت یہ ہے کہ اس نے انسان کی صرف ایک صنف نہیں بنائی ، بلکہ اسے دو صنفوں کی شکل میں پیدا کیا جو انسانیت میں یکساں ہیں ۔ جن کی بناوٹ کا بنیادی فارمولا بھی یکساں ہے ۔مگر دونوں ایک دوسرے سے مختلف جسمانی ساخت ،مختلف ذہنی و نفسی اوصاف اور مختلف جذبات و داعیات لے کر پیدا ہوتی ہیں اور پھر ان کے درمیان یہ حیرت انگیز مناسبت رکھ دی گئی ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا پورا جوڑ ہے ۔ ہر ایک کا جسم اور اس

[1] سورۃ الروم۳۱:۲۱

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 11 (November) (2025)

کے نفسیات و داعیات دوسرے کے جسمانی و نفسیاتی تقاضوں کا مکمل جواب ہیں ۔ مزید برآں وہ خالق حکیم ان دونوں صنفوں کے افراد کو آغاز آفرینش سے برابر اس تناسب کے ساتھ پیدا کیے چلا جا رہا ہے کہ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دنیا کی کسی قوم یا کسی خطہ زمین میں صرف لڑکے ہی پیدا ہوئے ہوں یا کہیں کسی قوم میں صرف لڑکیاں پیدا ہوتی چلی گئی ہوں ۔یہ ایسی چیز ہے جس میں کسی انسانی تدبیر کاقطعاً کوئی دخل نہیں ہے ۔انسان ذرا برابر بھی نہ اس معاملہ میں اثر انداز ہو سکتا ہے کہ لڑکیاں مسلسل ایسی زنانہ خصوصیات اور لڑکے ایسی مردانہ خصوصیات لیے پیدا ہوتے رہیں جو ایک دوسرے کا ٹھیک جوڑ ہوں اور نہ اس معاملہ ہی میں اس کے پاس اثر نداز ہونے کا کوئی ذریعہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کی پیدائش اس طرح مسلسل ایک تناسب کے ساتھ ہوتی چلی جائے ۔ہزار ہا سال سے کروڑوں اور اربوں انسانوں کی پیدائش میں اس تدبیر و انتظام کا انتے متناسب طریقے سے بہم جاری رہنا اتفاقاً بھی نہیں ہو سکتا اور یہ بہت سے خداؤں کی مشترک تدبیر کا نتیجہ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ چیز صراحتاً اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ ایک خالق حکیم اور ایک ہی خالق حکیم نے اپنی غالب حکمت و قدرت سے ابتداءً مرد و اور عورت کا ایک موزوں ترین ڈیزائن بنایا ۔ پھر اس بات کا انتظام کیا کہ اس ڈیزائن کے مطابق بے حد و حساب مرد اور بے حد و حساب عورتیں اپنی الگ الگ انفرادی خصوصیات لیے ہوئے دنیا بھر میں ایک تناسب کے ساتھ پیدا ہوں ۔یہ انتظام الل ٹپ نہیں ہوگیا ہے بلکہ بنانے والے نے بالارادہ اس غرض کے لیے یہ انتظام کیا ہے کہ مرد اپنی فطرت کے تقاضے عورت کے پاس اور عورت اپنی فطرت کی مانگ مرد کے پاس پائے ،اور دونوں ایک دوسرے سے وابستہ ہو کر ہی سکون و اطمینان حاصل کر سکیں ۔یہی وہ حکیمانہ تدبیر ہے جسے خالق نے ایک طرف انسانی نسل کے برقرار رہنے کا اوردوسری طرف انسانی تہذیب و تمدن کو وجود میں لانے کا ذریعہ بنایا ہے ۔اگر یہ دونوں صنفیں محض الگ الگ ڈیزائنوں کے ساتھ پیدا کر دی جاتیں اور ان میں وہ اضطراب نہ رکھ دیا جاتا جو انکے باہمی اتصال و وابستگی کے بغیر مبدل بسکون نہیں ہو سکتا، تو انسانی نسل تو ممکن ہے کہ بھیڑ بکریوں کی طرح چل جاتی ،لیکن کسی تہذیب و تمدن کے وجود میں آنے کا کوئی امکان نہ تھا ۔تمام انواع حیوانی کےبرعکس نوع انسان میں تہذیب و تمدن کے رونما ہونے کا بنیادی سبب یہی ہے کہ خالق اپنی حکمت سے مرد اور عورت میں ایک دوسرے کے لیے وہ مانگ ، وہ پیاس وہ اضطراب کی کیفیت رکھ دی ہے جسے سکون میسر نہیں آتا جب تک کہ ایک دوسرے سے جڑ نہ رہیں ۔ یہی سکون کی طلب ہے جس نے اسے مل کر گھر بنانے پر مجبور کیا ۔ اسکی بدولت خاندان اور قبیلے وجود میں آئے اور اسی کی بدولت انسان کی زندگی میں تمدن کا نشوونما پیدا ہوا۔ اس نشوونما میں انسان کی ذہنی صلاحیتیں مددگار ضرور ہوئی ہیں مگر وہ اس کی اصلی محرک نہیں ہیں ۔ اصلی محرک یہی اضطراب ہے جسے مرد و عور ت کے وجود میں ودیعت کر کےانہیں "گھر " کی تاسیس پر مجبور کر دیا گیا۔ [2]

معاشرے کی ضرورت و اہمیت کو واضح کرتے ہوئے ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَه نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۔[3]

"اور وہی ہے جس نے انسان کو پانی سے بنایا پھر اس کے لیے رشتۂ نشب اور سسرال قائم کیا اور آپ کا رب ہر چیز پر قادر ہے۔

نسبی اور سسرالی رشتوں کا تذکرہ اصل میں زوجین کے تعلق میں وسعت پیدا کرنا ہے اور خاندان کی بنیادی اکائی کا سنگ بنیاد ہے ۔اس تعلق کی حیاتیاتی بنیاد تو واضح تھی ، یہاں اس

[2]مودودی ، ابو الاعلیٰ ، مولانا ، تفہیم القرآن ،ادارہ ترجمان القرآن ،لاہور،۲۰۰۰ء،ج:۳،ص:۴۴
[3]سورۃ الفرقان۲۵:۵۴

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol. 3 No. 11 (November) (2025)

کے ذکر کا مقصد معاشرتی اساس کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے اور ایک طرح اخلاقی پہلو کو بھی واضح کرنا ہے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِہٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۔[4]

"اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو ، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ ،والدین ،رشتہ دار، یتیموں ، مسکینوں ، قریبی ہمسایوں ، اجنبی ہمسایوں ،پاس بیٹھنے والے ،مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ احسان کرو ، بے شک اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو اترانے والا ہو اور بڑائی کرنےوالا ہو ۔"

خاندان کے ان افراد کے ساتھ حسن سلوک معاشرے کا سنگ بنیاد ہے ۔قرآن کریم میں اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور توحید کے بعد دوسرے اہم اخلاقی و دینی اصول کے طور پر بیان کیا ہے ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں انسان کی اجتماعیت بنیادی اہمیت کی حامل ہے ۔ علماء معاشرت خاندان کے ادارےکو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسے تمدن کی اساس قرار دیتے ہیں ۔ انسان نےاپنی اجتماعی زندگی کے لیے جتنےبھی ادارے تشکیل دیے ہیں وہ سارے کسی نہ کسی طرح خاندان کے ادارے سے منسلک ہیں ۔ قرآن کریم میں صرف مرد و عورت ، سسرالی اور نسبی رشتوں کی ہی بات نہیں کی گئی بلکہ اجتماعیت کو بھی موضوع سخن بنایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَـةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۔[5]

"اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں ۔"

زمین کی خلافت اجتماعی زندگی کی عکاسی کرتی ہے ۔ انسان اس زمین کو بساتا بھی ہے اور نسل انسانی کو منظم بھی کرتا ہے ۔یہ تنظیم اجتماعی زندگی کا بھرپور مظہر ثابت ہوئی ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا دَاوُوْدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِی الْاَرْضِ۔[6]

"اے داؤد ! ہم آپ کو زمین کا حاکم بنا دیا ہے ۔"

اهْبِطُوْا مِنْـهَا جَـمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِـعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْـهِـمْ وَلَا هُـمْ يَحْزَنُـوْنَ ۔[7]

"تم سب یہاں سے نیچے اتر جاؤ ، اگر تمہارے پاس میری جانب کوئی رہنمائی آئے تو جو میری ہدایت کے مطابق چلے گا اس پر نہ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہو گا۔"

صلہ رحمی اور قطع تعلقی سے متعلق احادیث طیبہ سے انسانی تعلقات کو جوڑنےکی اہمیت اور قطع تعلقی کی ناپسندیدگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔صلہ رحمی اجتماعی زندگی کی بنیاد ہے جبکہ قطع تعلقی اجتماعیت کی دشمن ہے ۔ نبی اکرمﷺ سے منقول صلہ رحمی کی اہمیت پر غور کرنے سے معاشرے اور اجتماعیت کی ضرورت کا اندازہ ہو جاتا ہے ۔ نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انا الرحمن انا خلقت الرحم و شققت لہا اسما من اسمی فمن وصلہا وصلتہ ومن قطعہا بتتہ ۔[8]

---

[4] سورۃ النساء۴:۲۶

[5] سورۃ البقرۃ ۲:۳۱

[6] سورۃ ص۳۸:۲۶

[7] سورۃ البقرۃ ۲:۳۸

[8] السجستانی ، سلیمان بن اشعث ، السنن ، کتاب الزکوٰۃ ، باب فی صلۃ الرحم ، مکتبہ رحمانیہ

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol. 3 No. 11 (November) (2025)

"میں رحمن ہوں میں رحم کو پیدا کیا اور اپنے نام سے اس کا نام نکالا ، جس نے اسے ملایا میں بھی اسے ملاؤں گا اور جس نے کاٹ دیا تو میں بھی اسے کاٹ دوں گا۔"

صلہ رحمی کی اہمیت کو مزید اجاگر کرتے ہوئے ارشاد نبویﷺ ہے:

الرحم شجنۃ من الرحمن فقال اللہ من وصلک وصلتہ ومن قطعک قطعتہ ۔[9]

"رحم رحمان کی شاخ ہے ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو تجھے جوڑے گامیں اسے جوڑوں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا۔"

پوری مخلوق کے ساتھ انسان کے اس رحمدلانہ فطری تعلق کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا:

الراحمون یرحہم الرحمن ، ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء ۔[10]

"رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے ، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحمن فرمائے گا۔"

ان احادیث طیبہ میں دوسروں پر رحم کرنے کا بیان ہے ، یہ جذبہ اجتماعی زندگی کی جان ہے ۔ مفادات کا حصول ،خواہشات کی تکمیل اور استحصال کی تدابیراجتماعی زندگی کے استحکام کا ذریعہ نہیں بن سکتی ۔جذبہ ترحم ہی اصلی اور حقیقی بنیاد فراہم کرتا ہے اور احادیث کے مطابق اسی جذبے کو پروان چڑھانے کی ضرورت ہے ۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک صحابی نے گوشہ نشینی اختیار کرنے کی اجازت طلب کی لیکن آپ ﷺ نے اسے منع فرمایا دیا ۔ حضرت عثمان بن مظعون نے عرض کیا:

یا رسول اللہ ! ائذن لنا فی الاختصاء فقال رسو ل اللہ ﷺ لیس منا من خصی ولا اختصی ۔ ان خضاء امتی الصیام ۔ فقال ائذن لنا فی السیاحۃ ۔ قال : ان سیاحۃامتی الجہاد فی سبیل اللہ ۔ فقال ائذن لنا فی الترہب۔قال : ان ترہب امتی الجلوس فی المساجد وانتظار الصلوٰۃ ۔[11]

"اے اللہ کے رسول ! ہمیں خصی ہونے کی اجازت عطا فرمائیں ۔نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا:ایسا شخص ہم سے نہیں جو اپنی جنسی قوت کو ضائع کر دے یا اپنی قوت ضائع کر ے ۔پھر عرض کیا کہ ہمیں سیرو سیاحت کی اجازت عطافر مائیں ۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:میری امت کی سیاحت اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا ہے ۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں ترکِ دنیا کی اجازت عطا فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:میری امت کے لیے ترکِ دنیا صرف یہ ہے کہ مساجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کریں ۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ فرماتے ہیں:

مَرَّ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِعْبٍ فِيهِ عُيَيْنَةٌ مِنْ مَاءٍ عَذْبَةٌ، فَأَعْجَبَتْهُ لِطِيبِهَا، فَقَالَ: لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَأَقَمْتُ فِي هَذَا الشِّعْبِ، وَلَنْ أَفْعَلَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: " لَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ مُقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ سَبْعِينَ عَامًا، أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ اغْزُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَاقَ نَاقَةٍ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ۔[12]

،لاہور، ۲۰۱۰ء، حدیث:۲۶۱

[9] السجستانی ، سلیمان بن اشعث ، السنن ، کتاب الزکوٰۃ ، باب فی صلۃ الرحم ، مکتبہ رحمانیہ ،لاہور، ۲۰۱۰ء، حدیث:۲۵۰

[10] الترمذی،محمد بن عیسیٰ ، الجامع ، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ ،باب ما جاء فی رحمۃ الناس، مکتبہ رحمانیہ ،لاہور، ۲۰۰۸ء،حدیث:۱۹۲۴

[11] البخاری ، محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح ، کتاب الادب ، باب رحمۃ الناس والبہائم ،ج:۲،ص:۸۸۹

[12] الترمذی ، الجامع ، کتاب فضائل عن رسول اللہ ﷺ ، باب ما جاء فی فضل الغدووالرواح فی

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 11 (November) (2025)

"نبی اکرمﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی کسی پہاڑی کی گھاٹی سے گزرے جہاں میٹھے پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ تھا ، اُن کو وہ چشمہ بہت زیادہ پسند آیا ۔ انہوں نے سوچا کہ کاش میں باقی تمام لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اس گھاٹی میں رہنا شروع ہو جاؤں لیکن ایسا میں ہر گز بھی نہیں کروں گا جب تک نبی اکرمﷺ سے اجازت طلب نہ کر لوں ۔انہوں نے سارا معاملہ نبی اکرمﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:ایسا نہ کریں کیونکہ تم میں سے کسی کا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کھڑے رہنا اپنے گھر میں ستر سال نماز ادا کرنے سے بہتر ہے ۔ کیا تم لوگ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے اور تمہیں جنت میں داخل فرمائے ؟ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں دو مرتبہ دودھ دوہنے کے درمیانی وقفہ کے برابر بھی جہاد کیا اس کے لیے جنت لازم ہو گئی ۔"

کنارہ کشی اور ترکِ دنیا اجماعیت کے دشمن ہیں ۔بد قسمتی سے کچھ مذاہب نے سے مزین کر کے پیش کیا ہے لیکن اس کےباوجود بہت کم لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور جنھوں نے اسے اختیار کیا ہے انہوں نے انسانیت پر ظلم کیا ہے کیونکہ نیک اور شائستہ لوگ دنیا چھوڑ گئے اور دنیاوی کاروبار پر بد کردار اور بُرے لوگوں کا قبضہ ہوگیا تو اس کی وجہ سے معاشرہ استحصال ، فساد اور ظلم کا شکار ہو گیا ۔اسلام کے نظام عبادت سے لے کر تنظیم ریاست تک یہی احساس پایا جاتا ہے کہ اجتماعیت کے فقدان سے مقصدِ تخلیق فوت ہو جاتا ہے ۔ اسلامی نقطۂ نظر سے معاشرہ انسان کی فطری ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے معاشرہ کے مختلف پہلوؤں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ۔

معاشرہ کے خدوخال

اسلام سراپا رحمت ہے وہ چاہتا ہے کہ تمام مسلمان اور انسان آپس میں الفت ، محبت اور گرویدگی کا معاملہ رکھیں ، ایک دوسرے کا احترام کریں ، خدمت کریں ، بغض و حسد اور نفرت و عداوت سے دور رہیں اور قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحمی اور بھلائی کی جائے ۔ تاریخ کے دریچوں سے جھانک کر دیکھنے سے یہ منظر نظر آتا ہے کہ مختلف طریقوں سے ایذائیں پہنچانے والے لوگوں کو نبی اکرمﷺ نے فتح مکہ کے دن معاف فرمادیا ۔ عفو و درگزر اور احسان کے حوالے سے یہ واقعہ دنیا کی تاریخ میں لاجواب دکھائی دیتا ہے ۔ نبی اکرمﷺ کی پوری حیاتِ طیبہ احترام ، محبت ، شفقت ، عفو و درگزر ایسے پاکیزہ اخلاق کی تبلیغ میں صرف ہوئی۔ یہی چیزیں ایک اسلامی معاشرے کے خدوخال ہوتی ہیں ۔ ذیل میں معاشرہ کے چند لازمی خدوخال کا بیان کیا جا رہا ہے:

۱۔ والدین ، رشتہ داروں اور عام لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا

اسلام نے نہ صرف والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ترغیب دی ہےبلکہ تمام انسانوں کے حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا ہے ۔ حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری فرماتے ہیں:

قُلْتُ:" يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: أُمَّكَ، ثُمَّ أُمَّكَ، ثُمَّ أُمَّكَ، ثُمَّ أَبَاكَ، ثُمَّ الْأَقْرَبَ فَالْأَقْرَبَ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَسْأَلُ رَجُلٌ مَوْلَاهُ مِنْ فَضْلٍ هُوَ عِنْدَهُ، فَيَمْنَعُهُ إِيَّاهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَضْلُهُ الَّذِي مَنَعَهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ۔[13]

"میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ! میرے حسنِ سلوک کا سب سے

سبیل اللہ ،حدیث:۱۶۵۰

[13]السجستانی ، السنن ،ابواب النوم ، باب فی بر الوالدین ،حدیث:۵۱۳۹

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 11 (November) (2025)

زیادہ حق دار کون ہے ؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :آپ کی والدہ ، پھر آپ کی والدہ ، پھر آپ کی والدہ،پھر آپ کے والد ، پھر قریبی رشتہ دار ، پھر اس کے بعد قریب ،نبی اکرمﷺ کے ارشاد فرمایا:جو بندہ اپنے غلام سے وہ مال طلب کرے جو اس کی حاجت سے زیادہ ہو اور وہ اسے نہ دے تو قیامت کے دن اس کا وہ فاضل مال جس کے دینے سے اس نے انکار کیا تھا ، گنجے سانپ کی شکل میں اس کے سامنے لایا جائے گا۔”

والدین احسان اور حسن سلوک کے سب سے زیادہ مستحق ہوتے ہیں لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ باقی رشتہ داروں اور عام لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کو ترک کر دیا جائے ۔

۲۔ صلہ رحمی کرنا

معاشرتی زندگی کو مضبوط بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی جائے ۔ جو لوگ تعلق کو توڑیں ان کے ساتھ بھی تعلق کو جوڑنے کی کوشش کی جائے ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ قَالَتْ: الرَّحِمُ هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟، قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ فَهُوَ لَكِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ۔[14]

"اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا یہاں تک کہ جب اس سے فراغت ہوئی تو رحم نے عرض کیا کہ یہ اس بندے کا مقام ہے جو قطع رحمی سے تیری پناہ مانگے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں کیا تم راضی نہیں ہو اس بات پر کہ جو تم سے جوڑے گا میں اس سے جوڑوں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا ؟ اس نے عرض کی یا اللہ کیوں نہیں ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تجھے دیا ۔نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا :اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لیں " فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۔".

یا د رہے کہ صلہ رحمی صرف اس آدمی سے ہی کرنا کافی نہیں ہے جو صلہ رحمی کا جواب صلہ رحمی کے ساتھ دیتا ہو بلکہ اس آدمی کے ساتھ بھی صلہ رحمی کرنا ضروری ہے جو صلہ رحمی کا جواب قطع تعلقی کے ساتھ دیتا ہو ۔

۳بچوں اور یتیموں کے شفقت سے پیش آنا

بچوں کے ساتھ پیار ، محبت اور شفقت کا برتاؤ کرنا نہ صرف جائزہے بلکہ دین اسلام میں اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ جو بندہ بچوں اور دوسری مخلوق پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرے گا۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ فرماتے ہیں:

أَبْصَرَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُقَبِّلُ الْحَسَنَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ :الْحُسَيْنَ أَوْ الْحَسَنَ، فَقَالَ: إِنَّ لِي مِنَ الْوَلَدِ عَشَرَةً، مَا قَبَّلْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ۔[15]

---

[14] البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب الادب ، باب من وصل وصلہ اللہ ، حدیث:۵۹۸۷

[15] الترمذی ، الجامع ، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ ، باب ما جاء فی رحمۃ الولد

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 11 (November) (2025)

"حضرت اقرع بن حابس نے نبی اکرمﷺ کو حضرت امام حسن یا امام حسین کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا تو حضرت اقرع بن حابس نے عرض کیا کہ میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا تو نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا:جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا ۔"

یتیم کے ساتھ صلہ رحمی سے متعلق حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَبَضَ يَتِيمًا بَيْنِ الْمُسْلِمِينَ إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ إِلَّا أَنْ يَعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ لَهُ۔[16]

"جو آدمی کسی مسلمان یتیم کو اپنے ساتھ کھلائے پلائے تو اللہ تعالیٰ اسے یقیناً جنت میں داخل کرے گا مگر وہ ایسا گناہ کرے جس کی بخشش نہ ہو ۔ (یعنی شرک نہ کرے)"

آپ ﷺ نے یتیم کے شفقت اور محبت کرنےوالے سے متعلق مزید فرمایا:

أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ " وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ، يَعْنِي: السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى۔[17]

"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ان دونوں کی مثل ہوں گے اور آپ ﷺ نے سبابہ اور وسطیٰ انگلی کے ساتھ اشارہ فرمایا ۔"

اس پسِ منظر سے ثابت ہوتا ہے کہ بچوں اور یتیموں کے ساتھ محبت و شفقت معاشرہ کی بنیادی اکائی ہے ۔

۴۔تمام لوگوں کی خیر خواہی چاہنا

دوسروں کی خیر خواہی چاہنا معاشرہ کی بنیادی اکائی ہے ۔دوسروں کا بھلا کرنے والا در اصل اپنا ہی بھلا کرنے والا ہوتا ہے کیونکہ انسان جس کے ساتھ بھلا کرے گا اس کے بدلے میں وہ بھی اس کی بھلائی چاہے گا۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الدِّينُ النَّصِيحَةُ " ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِمَنْ؟ قَالَ: " لِلَّهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَعَامَّتِهِمْ۔[18]

"دین نصیحت ہے آپ ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا ۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ! کس کے لیے ؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:اللہ تعالیٰ ، اس کی کتاب ، مسلمانوں کے ائمہ اور عام مسلمانوں کےلیے ۔"

اللہ تعالیٰ کے خیر خواہی کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا جائے ، اس کے ساتھ کسی شی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے ،کمال اور جلال کی تمام صفات کو اللہ تعالیٰ کے ثابت کیا جائے ،عیب اور نقصان والی تمام صفات سے اللہ تعالیٰ کو پاک مانا جائے ،اللہ تعالیٰ کے محبت اور دشمنی رکھی جائے ،اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا جائے اور تمام احکامات میں اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جائے۔قرآن کریم کے لیے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ ایمان رکھا جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ،اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا ہے ،کوئی بھی اس طرح کا کلام لانے پر قادر نہیں

---

[16] الترمذی ، الجامع ، کتاب البر والصلة عن رسول اللہ ﷺ ، باب ما جاء فی رحمة الیتیم وکفالته ،حديث:١٩١١

[17] الترمذی ، الجامع ، کتاب البر والصلة عن رسول اللہ ﷺ ، باب ما جاء فی رحمة الیتیم وکفالته ، حديث:١٩١٧

[18] الترمذی ، الجامع ، کتاب البر والصلة عن رسول اللہ ﷺ ، باب ما جاء فی النصیحة ، حديث:١٩٢٦

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 11 (November) (2025)

ہے ، اس کی تعظیم کی جائے ،اس کی تلاوت کی جائے اور اس کے حروف کو صحیح مخارج سے ادا کیا جائے ۔ مسلم حکمرانوں کی خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ حق کے معاملات میں ان کی مدد کی جائے اور ہر وہ کام جس میں اللہ تعالیٰ کی معصیت نہ ہو اس میں ان کی اطاعت کی جائے ۔ عام مسلمانوں کی خیر خواہی سےمراد یہ ہے کہ ان کی خیر اور صلاح کی طرف رہنمائی کی جائے ، ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے ، جو چیز اپنے لیے پسند کی جائے وہی ان کے لیے پسند کی جائے ،ان کو بھلائی کا حکم دیا جائے اور بُرے کاموں سے منع کیا جائے ۔

۵۔ مسلمانوں کی پردہ پوشی کرنا

کسی کے عیب چھپانا اور دوسروں پر ظاہر نہ کرنا پردہ پوشی کہلاتا ہے ۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان بھائی کے عیب چھپانے اور ظاہر نہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرمﷺ نے ا رشاد فرمایا:

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ فِي الدُّنْيَا يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ فِي الدُّنْيَا سَتَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ۔[19]

"جس نے کسی مسلم سے دنیا کی کسی مصیبت کو دور کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت کو اس سے دور فرما دے گا ، جو دنیا میں کسی تنگ دست کے لیے آسانی پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخر ت میں اس کے لیے آسانیاں پیدا کر دے گا ،جو دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخر ت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا ،جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد کرتا رہتا ہے ۔"

اس پسِ منظر سےثابت ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی پردہ پوشی کرنا معاشرہ کی بنیادی اکائی ہے درج بالا احادیث سے وہ معاشرتی خوبیاں واضح ہو جاتی ہیں جنہیں ایک اچھے معاشرے کے لیے لازمی قرار دیا گیا ہے ۔ احادیث میں معاشرتی ہمدردی اور خیر خواہی تمام امکانی پہلو واضح فرما دیے گئے ہیں ۔

خلاصہ بحث

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معاشرے کی ضرورت و اہمیت اور اس کے خدوخال کا تحقیقی مطالعہ ایک نہایت جامع اور بنیادی موضوع ہے، کیونکہ اسلام ایک ایسا ہمہ گیر دین ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی دونوں حیثیتوں کی اصلاح کا ضامن ہے۔ اسلام انسان کو صرف عبادات تک محدود نہیں کرتا بلکہ اسے ایک صالح، منظم اور پرامن معاشرہ قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے تاکہ عدل و مساوات پر مبنی اجتماعی زندگی وجود میں آئے۔ انسانی فطرت یہ ہے کہ وہ تنہا نہیں جی سکتا، بلکہ دوسروں کے تعاون، محبت، عدل اور خیر خواہی کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے معاشرتی نظام کو ایمان و اخلاق کی بنیاد پر استوار کیا ہے۔ قرآن و سنت نے معاشرے کے ہر طبقے کے لیے حقوق و فرائض کا تعین کیا تاکہ کوئی فرد مظلوم نہ رہے اور کسی پر زیادتی نہ ہو۔ اسلامی معاشرے کی بنیاد ایمان، تقویٰ، اخوت، عدل، مساوات اور رحم دلی پر رکھی گئی

19 الترمذی ، الجامع ، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ ، باب ما جاء فی الستر علی المسلم ، حدیث:۱۹۳۰

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 11 (November) (2025)

ہے۔ اس معاشرے میں امیر و غریب، حاکم و محکوم، مرد و عورت سب کو ان کے مقام کے مطابق حقوق حاصل ہیں۔ تعلیم و تربیت، انصاف، احترامِ انسانیت اور اجتماعی فلاح وہ اصول ہیں جو اسلامی معاشرت کے بنیادی ستون ہیں۔ اسلام نے یہ تصور دیا کہ فرد کی اصلاح سے معاشرہ بنتا ہے، اور معاشرے کی اصلاح سے امت کی تعمیر ہوتی ہے۔ لہٰذا اسلامی نظامِ معاشرت میں ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے قول و عمل سے معاشرے کے اخلاقی و روحانی معیار کو بلند کرے۔ اسلام نے صلہ رحمی، صدق و امانت، عدل و قسط، ایثار و قربانی اور خیر کے فروغ کو معاشرتی استحکام کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ایک اسلامی معاشرہ وہ ہوتا ہے جہاں عدل و انصاف کا بول بالا ہو، معاشی توازن قائم ہو، اور ہر فرد کو عزت و تحفظ میسر ہو۔ اسلام نے سماجی برائیوں مثلاً ظلم، فریب، سود، فحاشی، ناانصافی اور خودغرضی کی سختی سے ممانعت کی ہے کیونکہ یہ معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتی ہیں۔ موجودہ دور کے انتشار، اخلاقی زوال اور سماجی ناہمواریوں کے پیش نظر اسلام کے معاشرتی اصولوں کی ازسرنو تشکیل اور تطبیق وقت کی اہم ضرورت ہے۔ یہ تحقیقی مطالعہ اسی مقصد کے تحت کیا گیا ہے تاکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک مثالی معاشرت کے خدوخال اجاگر کیے جائیں اور واضح کیا جائے کہ اسلام کس طرح ایک ایسا متوازن اور عادلانہ نظام فراہم کرتا ہے جو نہ صرف انفرادی اصلاح بلکہ اجتماعی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔ اس مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلامی معاشرہ محض ایک نظریہ نہیں بلکہ ایک عملی نظامِ حیات ہے جو انسانیت کو امن، عدل، محبت اور اخوت کی راہ دکھاتا ہے۔